اہل قبلہ کی پکار

ایک امت، مشترکہ منزل

"یقیناً یہ تمہارا دین صرف ایک ہے، اور میں تمہارا رب ہوں، پس صرف مجھ سے ڈرو۔"

المؤمنون (52)

پیش لفظ

(اہل قبلہ کی پکار) ایک قِبلہ کے لوگوں کے لیے یہ پیغام مسلمانوں کی پوری امت کے تمام افراد کی جانب سے ایک مخلص امید کا اظہار کرتا ہے، جس کی نمائندگی اس کے علماء، فکری رہنما، اور مذہبی ادارے کرتے ہیں۔ یہ ایک مشترکہ خواہش کی عکاسی کرتا ہے کہ امت کے اندر موجود تقسیمات کو عبور کیا جائے۔ باوجود اس کے کہ مختلف علمی مکاتب فکر اور مسالک میں اختلافات ہیں۔ تاکہ مشترکہ چیلنجز کا سامنا کرنے میں باہمی سمجھ بوجھ اور اتحاد میں اضافہ ہو۔

یہ امید ایک عملی اقدام کی شکل میں سامنے آئی۔ جب فضیلت مآب امام اکبر پروفیسر ڈاکٹر احمد الطیب شیخ الازہر الشریف، چیئرمین مسلم کونسل اف ایلڈرز نے بحرین ڈائیلاگ فورم میں نومبر 2022 میں بین الاقوامی اسلامی مکالمےکی تاریخی دعوت دی۔ یہ تاریخی دعوت مسلم کونسل آف ایلڈرز کی ایک مسلسل اور محنتی کوشش کا آغاز تھا،جس نے دنیا بھر کے مسلم علما اور مذہبی اتھارٹیوں کو اکٹھا کرنے کے لئے ایک جامع کانفرنس کی بنیاد رکھی۔ یہ اقدام اب تک ایک مستقل بین الاقوامی اسلامی مکالمے کے لئے راہ ہموار کر چکا ہے۔

اور مسلم کونسل اف ایلڈرز کے جنرل سیکریٹریٹ نے نمایاں مذہبی شخصیات اور افراد کے ساتھ وسیع مشاورت کی، اس کے علاوہ متعدد مسلم ممالک کے دورے بھی کیے۔ ان کوششوں میں عراق کے دو اہم دورے شامل تھے، جن کے دوران اہم مذہبی حکام اور شخصیات کے ساتھ ملاقاتیں کی گئیں۔ ان میں آیت اللہ سید علی سیستانی کے بیٹے کے ساتھ گفتگو بھی شامل تھی، ساتھ ہی سپریم مذہبی اتھارٹی کے نمائندے شیخ عبدالمہدی الکربلائی اور نجف، بغداد اور عراق کے دیگر علاقوں کے سنی اور شیعہ مسالک کے متعدد علما اور شخصیات کے ساتھ بات چیت ہوئی۔

مزید برآں، یہ رابطہ مسلم دنیا کے علما تک پھیلا، جو مختلف اسلامی مسالک کی نمائندگی کرتے ہیں، بشمول ایران، لبنان اور دیگر ممالک کے ممتاز مذہبی حکام اور علما۔ یہ سلسلہ۔اسلامی مکالمہ کانفرنس کے انعقاد کے ساتھ اختتام پذیر ہوا، جس کی میزبانی مملکت بحرین نے شاہ بحرین حمد بن عیسیٰ آل خلیفہ کی سرپرستی میں کی، اور اس میں فضیلت مآب امام اکبر پروفیسر ڈاکٹر احمد الطیب شیخ الازہر الشریف، چیئرمین مسلم کونسل آف ایلڈرزسمیت دنیا بھر سے 400 سے زائد علماء، مذہبی رہنما اور دانشور شامل ہوئے، اور یہ کانفرنس الأزہر الشریف اور مملکت بحرین کی اعلیٰ اسلامی امور کی کونسل اور مسلم کونسل آف ایلڈرز کے مشترکہ تعاون سے 20 سے 21 شعبان 1446ھ (بمطابق 19 اور 20 فروری 2025ء) کو منعقد ہوئی۔

اور اس کانفرنس کا اختتام اس پکار کے اجراء کے ساتھ ہوا: "اہل قبلہ کی پکار"، جو اتحاد، ہم آہنگی، اور افہام وتفہیم کی روح کا مظہر ہے جس کی عکاسی کانفرنس کے نتائج میں ہوئی ہے، اور یہ سابقہ اور اس کانفرنس کے دوران کے مکالمات اور مباحث کا نچوڑ ہےجس کا مقصد ایک مشترکہ وژن تیار کرنا اور متحد امت مسلمہ کے ارکان کے درمیان قریب تر تعلقات کو فروغ دینا ہے۔

مشیر محمد عبد السلام

مسلم کونسل آف ایلڈرز کے سیکریٹری جنرل

دیباچہ

اس پکار کی بنیاد اور حقیقت «امت مسلمہ» کی وحدت ہے،جسے اس کے رب نے ایک متوازن امت اور نوع انسان کے لیے بہترین امت بنایا ہے، یہ وحدت اپنے اراکین اور اقوام کے درمیان مہربانی اور ہمدردی کو مضبوط کرنے اور قبلہ کے تمام لوگوں (یعنی تمام مسلمانوں) کے درمیان حقیقی بھائی چارہ قائم کرنے کے لیے ایک مضبوط اور غیر متزلزل بنیاد ہے۔

یہ بھائی چارہ انتہائی مضبوط اور مستحکم ہے، جو صرف قریبی روابط یا تعلق تک محدود نہیں ہے، نہ ہی جغرافیائی اعتبار سے، کیونکہ اس امت کے لوگ صدیوں سے اپنے معاشروں اور قوموں میں ہم آہنگی کے ساتھ رہتے آ رہے ہیں، نہ ہی عقیدہ، فکر، یا شعور کے لحاظ سے، کیونکہ ان سب کا منبع وسرچشمہ ایک ہی ہے:عظیم قرآن کی الہی وحی اور ان کے آخری پیغمبر، پیغمبر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف سے دی گئی رہنمائی۔ یہ دونوں مصادر اس امت کی علمی کوششوں اور مستند حوالہ جات کی تشکیل کرتے ہیں، جو مختلف اصولی اور فقہی مسالک کو جنم دیتے ہیں، اس کے جھنڈے دنیا بھر میں بلند کرتے ہیں، اور اس کی سماجی، اقتصادی، اورعلمی زندگی پر اثر انداز ہوتےہیں۔

جب ہم ان ثابت شدہ حقائق کی توثیق کرتے ہیں اور ان کے مضمرات اور تقاضوں کا ذکر کرتے ہیں، تو ہمیں یہ واضح کرنا چاہیے کہ یہ اپیل مسلکی اختلافات یا ان کے ساتھ جڑے قدرتی اور تاریخی عوامل کو نظرانداز کرنے کی کوشش نہیں کرتی، اس لحاظ سے، یہ اختلافات آج کی اپیل کے مقاصد میں شامل نہیں ہیں۔ ابتدا سے ہی، ہم یہ واضح کرتے ہیں کہ مسلکی اختلافات اور اصول کا تنوع ایک جائز حقیقت ہے جس سے تعرض نہیں ہونا چاہیے۔ ان مسلکوں کو ایک میں ضم کرنے یا ان کی مخصوص خصوصیات مٹانے کے طریقے سے یکسانیت نافذ کرنے کی کوئی کوشش نہ تو ممکن ہے اور نہ ہی موزوں، لہذا یہ ایک ہدف نہیں ہے جس کا پیچھا کیا جائے۔ جو چیز "اہل قبلہ کی پکار" جس پر آج کی اس کانفرنس میں موجود ممتاز علماء اور مفکرین متفق ہیں اس بات کا اعلان کرتی ہے کہ امت مسلمہ   کے اراکین کو ان بنیادی ستونوں کو پہچاننا ضروری ہے جو انہیں اپنی نشاۃ ثانیہ اور اسلامی اور عالمی میدان میں فعال موجودگی دوبارہ حاصل کرنے میں مدد گار ثابت ہوں گے۔

امت مسلمہ کی وحدت ایک مقدس عہد اور محفوظ میثاق ہے، جس پرکبھی سمجھوتہ یا اسے نظرانداز نہیں کیا جا سکتا،یہ ایک ایسی حقیقت ہے جسے شعوری طور پر برقرار رکھنا چاہیے۔ سلوک میں اس کی عکاسی ہونی چاہیے، اور طریقہ کار اور گفتگو میں اس کو شامل کیا جانا چاہیے تاکہ یہ تنوع کو سمیٹنے کے ساتھ ساتھ قومی، نسلی، اور فرقہ وارانہ امور سے بلند رہ سکے۔ نہ تو عارضی تنازعات اور نہ ہی بیرونی چیلنجز اس کو کمزور یا ٹکڑوں میں تقسیم کر سکیں ۔

اسلامی بھائی چارے کے تحفظ کے عناصر

بحرین میں ہونے والی بین الاسلامی مکالمہ کانفرنس کے اختتام پر، اور گہرے مباحثوں کے بعد، شرکاء اس نتیجہ پر پہنچے کہ اسلامی اتحاد کو برقرار رکھنے کے لیے بنیادی شرائط درج ذیل ہیں:

1. مسلکوں کے اختلاف کے جواز کے اعتراف کے ساتھ تمام مسلمانوں کے درمیان بھائی چارہ کو برقرار رکھنا اور باہمی تفہیم کے لئے راستے قائم کرنا چاہیے وہ علمی سطح پر ہو یا میڈیا کی سطح پر،۔ اس سنہری اصول کی بنا پر جو ہمارےعظیم ورثہ میں موجود ہے، وہ اصول یہ ہے: "ہم ان امور پر تعاون کرتے ہیں جن پر ہم متفق ہیں، اور اختلافی امور میں ایک دوسرے کو معاف کرتے ہیں۔"

2. امت کے علماء اور اس کے تعلیمی اداروں کے درمیان علمی اور مسلکی تفہیم کو فروغ دینا ایک اسٹریٹجک ضرورت ہے، اس کے لیے تعمیری علمی مکالمے کی حمایت، علمی اجتماعات کے مواقع میں اضافہ، اور فکری آزادی اور آزادانہ استدلال (اجتہاد) کو فروغ دینا ضروری ہے،اور مشترکہ علمی بنیادوں کو مضبوط کرنے کے لیے دستیاب تمام وسائل کو استعمال میں لانا چاہیے۔ اسی کے ساتھ، تقسیم کی سازشوں، اختلاف کی آوازوں، اور دشمنی کے نعروں کے خلاف مستقل طور پر چوکنا رہنے کی ضرورت ہے،اور ان سے ایک مؤثر اسٹریٹجک شعور کے تحت نمٹنا چاہیے، کیونکہ یہ اُمت کی وحدت اور اس کی تہذیبی ساخت کے لیے ایک چھپا ہوا خطرہ ہیں۔

3. ایک قوم کی حیثیت سےمسلمانوں پر جو خطرات منڈلا رہے ہیں ، اور اس کو مختلف انداز سے جو نشانہ بنایا جارہا ہے،اوران کی سرزمینوں اور مقدس مقامات پر براہ راست حملے کئے جارہے ہیں، یہ مشترکہ چیلنجزہیں جو سب کو متاثر کرتے ہیں۔ یہ خطرات تقسیم پیدا کرنے اور اتحاد اور ترقی کے راستہ میں رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں، ایسے زبردست خطرات کی وجہ سے ضروری ہے کہ ہم ایک مشترکہ کلمہ اور ایک متحدہ نظریہ پرجمع ہوں جو امّت کے لوگوں اور ان کے ممالک کے درمیان تعاون اور یکجہتی کو برقرار رکھ سکے: تاکہ مسلم ممالک محفوظ اور ان کی زمینیں آزاد رہ سکیں، اور ان کے مقدس مقامات کی حفاظت کی جاسکے۔

4. آج اس مہمان نواز ملک بحرین میں جمع ہونے والے امت کے علماء نے اس پکار "اہل قبلہ کی پکار" پر اس لمحہ کے اتفاق تک پہنچنے کے لیے ایک طویل اور مشکل سفر طے کیا ہے ،اوراللہ کے فضل سے، وہ ایک فیصلہ کن لمحہ پر پہنچے ہیں۔ جس کی ہم دل سےدعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالی اسے اختلاف اور جھگڑے کے راستہ کے خاتمہ کا سبب بنائے، جس سے ہمیں رب نے منع کیا ہے،ارشاد باری تعالیٰ ہے : ﴿اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور آپس میں جھگڑو مت، ورنہ تم ناکام ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی [الانفال: 46]، اور یہ تفرقہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کے متضاد ہے جو تمام مسلمانوں کے لیے ہے، نیز ان کے اہل بیت طاہرین - علیہم السلام - اور صحابہ - رضی اللہ عنہم -، اور اسلامی مکاتب فکر کے ائمہ اور ان کی تعلیمات کے بھی برخلاف ہے۔

5. امت کے علماء اور مذہبی حکام، جن کی نمائندگی یہاں شیخ الأزہر، ڈاکٹر احمد الطیب، چئیرمین مسلم کونسل آف ایلڈرز، اور دیگر مسلم مسالک کے ان کے دیگر ساتھی علماء نے کی ہے اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ ان کے کندھوں پر جو زبردست اعتماد رکھا گیا ہے اور جو ذمہ داری ان کے اوپر ہے، خاص طور پر ان نازک حالات میں، وہ اس کا احساس کرتے ہیں۔ وہ اپنی ذمہ داری محسوس کرتے ہیں کہ انہوں نے امت مسلمہ کے لوگوں کو اسلام کے حقیقی جوہر کی تعلیم دینی ہے اور تمام مسلمانوں کے درمیان بھائی چارہ کے مقدس بندھنوں کو برقرار رکھنا ہے، اور اس بات کی سختی سے ممانعت کرنی ہے کہ جو کچھ بھی ان بنیادوں کو کمزور کرتا ہے یا ان کے تعلقات کو توڑتا ہے۔

6. اس اصول کی تصدیق کرتے ہوئے کہ تمام مسلمان ایک متحد امت ہیں، جہاں کسی فرقہ یا مذہبی جماعت کے ساتھ وفاداری کو کبھی بھی، اور حقیقت میں کبھی بھی، امت کی وفاداری پر فوقیت نہیں دینی چاہیے۔ جبکہ فرقہ کی وفاداری کے تئیں جائز جذبات کو تسلیم کرنا فطری اور احترام کے قابل ہے، حکمت یہ طے کرتی ہے کہ ایسے تعلقات کو کبھی بھی ایسے تعصب میں نہیں بدلنا چاہیے جو امت کی وحدت کو خطرہ میں ڈالے۔

7. تمام اسلامی مکاتب فکر کے علماء کے لیے اللہ، امت اور تاریخ کے سامنے اپنی ذمہ داری کی ایک مستقل یاد دہانی۔ انہیں اس دعوت میں بیان کردہ فرائض کو قائم رکھنا چاہیے اور اس "اہل قبلہ کی پکار" میں فعال طور پر شامل ہونا چاہیے، جس کا واحد مقصد ہے: تمام مسلمانوں کی بھلائی، پوری دنیا کی بھلائی- مشرق اور مغرب میں- اور عالمی امن اور انصاف کا قیام۔

اسلامی بھائی چارہ کے اصول

یہ پکار چند بنیادی اصولوں پر مبنی اورمنحصر ہے جو درج ذیل ہیں:

- قرآن مجید اور آخری نبی دین کی بنیاد ہیں: قرآن ہمیشہ کے لئے امتِ مسلمہ کی رہنما کتاب ہے، اور نبی محمد - صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم - آخری نبی اور رسول ہیں، یہ دونوں دین اسلام کا منبع،عقیدہ کا سرچشمہ،ہماری بصیرت کا رہنما نور ، تاریخ رسالت کی بنیاد، اور ایک متفقہ قبلہ اور مستقل شریعت کی بنیاد ہیں۔ - یہ بات اہم ہے کہ یہ واضح کیا جائے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت اور سنت میں جو دور نبوت کا ذکر ہے وہ مسلمانوں کے اتحاد کا ایک مثالی دور تھا۔

- فرق ایک کائناتی سنت اور انسانی حقیقت ہے: انسانوں کے درمیان تنوع ایک واضح حقیقت ہے جس کے لیے کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے، یہ ایک الٰہی سنت، انسانی فطرت، اور ایک سماجی و تاریخی قانون ہے، جس سے مسلمان بھی مستثنیٰ نہیں ہیں۔

- آزادی فرض کی شرط اور ذمہ داری کا جوہر ہے، اللہ نے انسان کو فکر و عمل کی آزادی عطا کی ہے۔ جو ان کی جوابدہی اور ان کے سپرد کردہ ذمہ داری کی بنیاد ہے ۔ اور قرآن نے انسان کو دین میں انتخاب کی آزادی فراہم کی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : ﴿اور کہہ دو کہ

(لوگو) یہ قرآن تمہارے پروردگار کی طرف سے برحق ہے تو جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کافر رہے﴾ [الکہف: 29]. تو پھر مسلک کو اختیار کرنے اور مذہبی رجحان کا انتخاب کرنے کا حق اس سے بھی زیادہ بنیادی اور انکار نہ کرنے والا ہے۔

- نظریاتی کثرت ایک تاریخی حقیقت ہے: یہ امت میں پہلی اسلامی صدی سے ایک قائم شدہ حقیقت رہی ہے، جب خلافت کے استحقاق پر اختلافات پیدا ہوئے۔ وقت کے ساتھ، یہ اختلافات تاریخی حالات کی بنا پر برقرار رہے جو پچھلی نسلوں کے ذریعہ مختلف طریقوں سے سمجھے گئے۔

- اجتہاد کی مشروعیت پر زور دینا ان اہل علم کے لیے جو اس کی شرائط کو پورا کرتے ہیں اور اس کے قواعد کی پابندی کرتے ہیں، کیونکہ یہ حق تک پہنچنے کا واحد راستہ ہے، مسلکی تنوع، اپنی بنیاد میں، اس علمی اجتہاد کی عکاسی کرتا ہے جو صحیح کو سمجھنے کی ایک مخلصانہ کوشش ہے، اور یہ شرعی اصول اور علمی قواعد کی جانب سے حقیقت کی تلاش میں مسلسل جدوجہد کی عکاسی کرتا ہے۔ اجتہاد تحقیق کے لیے ایک وسیع میدان ہے، نہ کہ تنازع کا میدان۔

- مسلکی تنوع دراصل حق کی تلاش کا اظہارہے، اور یہ مسلمانوں کے ہر فقہی مدرسہ کی کوشش کا نتیجہ ہے، جس کوشش میں یہ اجتہاد دلائل اور تابعداری، اور دین کی صحیح سمجھ حاصل کرنے کی کوشش میں ہوتا ہے،اور یہ ہر فقہی مدرسہ کے نزدیک معروف اصول شرعیہ،کلامی اور میراث سے متعلق اصول اور فقہی اصول کی بنیادپر ہوتا ہے۔

- مسلکی اختلاف اور مختلف آراء و مواقف کا ہونا ہر اسلامی (فقہی)مدرسہ کے اندر ایک حقیقت ہے، اکثر ایک ہی مسلک کے اندر آراء کا تنوع مختلف مسالک کے درمیان اختلافات کے برابر بلکہ بعض مسائل میں اس سے زیادہ ہوجاتاہے، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ اختلاف تقسیم کا باعث نہیں ہے ، بلکہ یہ ایک مضبوط علمی حقیقت ہے جو اتحاد کو ختم نہیں کرتی، بلکہ اسے مضبوط اور مستحکم کرتی ہے ۔

- احترام صرف باہمی افہام و تفہیم کے ذریعہ قائم رہتا ہے، جب یہ بات قدرتی اور جائز ہے کہ ہر مسلک کے پیروکار اپنے علمی اور فقہی ورثے کو اپنائیں، جو اپنے دورکے حالات، مسلکی اثرات، اور سیاسی حالات سے متاثر ہوا ہے اس ورثے اور اس کےتنوع کے لئے باہمی احترام، اور اس تنوع کے ساتھ انصاف، احترام، اور باہمی اعتراف کے جذبہ کے ساتھ مشغول ہونا فکر اور رائے کی آزادی کا احترام کرنے کے لئے بنیاد ہے۔ یہ اصول شریعت میں محفوظ ہیں، عقل اور مصلحت کے طور پر متفقہ ہیں، اور علماء اور بصیرت رکھنے والوں نے اس پر اجماع کیا ہے۔ یہ پکار، ان شاء اللہ، اس اتفاق رائے کی عکاسی کرتی ہے۔

- معتمد مسالک دراصل اسلامی مدارس ہیں، جن کے درمیان کچھ اختلاف ضرور ہے، مگر یہ اختلاف کسی حال میں بھی تضاد یا دشمنی نہیں بننا چاہیے۔ ان کے درمیان صرف باہمی تعاون، خیرخواہی، نیکی کی متبادل خواہش، بھائی چارہ اور وفاداری ہونا چاہیے۔

- جیسا کہ تمام اسلامی مسالک میں شرعی طور پر طے شدہ ہے، کہ نیتیں صرف اللہ کے لئے ہیں، ۔ وہی آخرت میں جزا اور سزا کا تعین کرے گا۔ کوئی بھی آدمی، چاہے اس کا علم یا حیثیت کچھ بھی ہو، اس بات کا حق نہیں رکھتا کہ وہ اللہ پر قسم کھائے یااس کے مسلک کے علاوہ دوسرے مسلک پر چلنے والے کے انجام کا فیصلہ کرے، یا اس کے ساتھ زبردستی کرے، یا اس دنیا میں اس پر تنگی پیدا کرے۔

- آج مسلمانوں کے لیے سب سے اہم بات حال اور مستقبل پر نظر رکھنا ہے، نہ کہ اس ماضی پر جس کے لوگ اپنے اعمال کے ساتھ اللہ تعالی کے سامنے حاضر ہوچکے ہیں، اگر وہ اچھے تھے تو ان کا انجام اچھا ہے اور اگر برے تھے تو ان کا انجام برا ہے، ہماری ذمہ داری موجودہ حالات کا سامنا کرنا اور اپنے مستقبل کی بنیاد رکھنا ہے، نہ کہ اپنے پیشروؤں کے کردار پر غور کرنا، جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے: "یہ ایک قوم تھی جو پہلے جا چکی۔ ان کے لیے وہ ہے جو انہوں نے کمایا اور تمہارے لیے وہ جو تم نے کمایا۔ اور تم ان کے اعمال کا حساب نہیں دو گے۔" [ا لبقرة : 134]

- حکمت اور آج مسلمانوں کے سامنے موجود چیلنجز کا تقاضا ہے کہ ماضی کی جنگوں اور شکست کو قیمتی اسباق میں اور ایسے تجربہ میں تبدیل کیا جائے جو اتحاد اور ترقی کی ترغیب دیں۔ امت مسلمہ کو اپنی موجودہ حقیقت اور مستقبل کے امکانات کا نئے سرے سے اور درست تجزیہ کرنے کی ضرورت ہے۔

- مکالمہ (ڈائیلاگ)ایک اسلامی فضیلت ہے جس کی بنیاد اللہ تعالی کی کتاب نے رکھی ہے، قرآن نے مکالمہ کے اصولوں کی وضاحت کی ہے ، اور اسے حکمت، اچھی نصیحت اور دوسروں کے ساتھ بہتر انداز میں مکالمہ کرنے کی دعوت کے ساتھ محدود کیا ہے، اور امت مسلمہ کے درمیان مکالمہ اہم، ضروری، اور واجب ہے۔

- یہاں زیر بحث مکالمہ دراصل اپنی ذات کے ساتھ مکالمہ ہے، جسے خلوص اور خود احتسابی کے ساتھ کرنا ضروری ہے، جس میں خود پر غور، خودپر تنقیدشامل ہیں۔ 2022ء میں بحرین میں اسلامی مکالمے کی تاریخی دعوت میں الازہر نے "اس مکالمے کے فیصلوں پر توجہ مرکوز کی جس میں باہمی نفرت انگیز تقاریر، اشتعال انگیزی اور تکفیر کے طریقوں کے خاتمے، اور تاریخی اور عصری تنازعات کے منفی مظاہر پر قابو پانے کی ضرورت پر زور دیا گیا تھا"۔ اس کے علاوہ، عراقی اعلیٰ شیعہ اتھارٹی کی طرف سے جاری کردہ ایک تاریخی بیان میں واضح کیا گیا: "سنی ہماری اپنی ذات ہیں۔" اور اسی موقف اور اعلان کی تایید دیگر معتبر علمی ودینی اداروں نے بھی کی۔

اور اسی طرح یہ دعوت اس بات کی تصدیق کرتی ہے کہ تمام مسلمان خود کو ایک ہی سمجھیں، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا "پس آپس میں سلام کیا کرو " [النور: 16 ہر مسلمان امت واحدہ کے جسم کا ایک حصہ ہے، اور اس کے بنیادی عناصر میں سے ایک ہےخواہ وہ کسی بھی فقہی یا فکری مدرسہ سے تعلق رکھتا ہو۔

- مکالمہ کی بنیاد وہ مشترکہ اصول ہونے چاہیئں جن پر ان مکاتب فکر کا اتفاق ہے، جورائے

کے اختلافات اور سمجھ میں تنوع کے لیے ایک حد تسلیم کرتے ہیں ، جبکہ وہ عظیم قرآن، آخری رسول کی متفقہ سنت، اور نیک پیشرو کی رہنمائی کی پابندی کرتے ہیں جن میں نبی کریم کےآل بیت (اہل البیت)، ان کے صحابہ، اور امت کے معروف فقیہ شامل ہیں۔ بغیر کسی تاویلاتی شدت یا وحی کی واضح عربی زبان سے انحراف کے، یہ سب مذہب کے طے شدہ اصولوں اور اس کے وسیع مقاصد کے مطابق ہونا چاہئے۔

ان اصول کی بنیاد پر: ہمیں اختلافی ذہنیت سے نکلنا چاہیے جو اکثر مختلف نظریات رکھنے والوں کو علیحدہ کر دیتی ہے، ایک ایسی ثقافت کی طرف جو تنوع کو اپناتی ہے۔اور مسلکوں کے تعدد کی سمجھ کو لازم بناتی ہے اور قرآن کریم کے ڈائلاگ کے بلند اسلامی آداب کا پابند بناتی ہے۔

- یہ ضروری ہے کہ کسی بھی قسم کی توہین— چاہے وہ واضح طور پر ہو یا اشارہ کنایہ میں— کسی بھی مکتبہ فکر کی معزز شخصیات کے خلاف فوری اور قطعی طور پر بندکی جائے۔ یہ اللہ کی جانب سے مومنین کو دی گئی تنبیہ کے مطابق ہے کہ وہ جھوٹے معبودوں کی توہین نہ کریں ، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿"[اے مومنوں!] ان چیزوں کی توہین نہ کرو جن کو وہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں، پس وہ زیادتی کرتے ہوئے کچھ جانے بغیر اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کریں گے۔[الانعام: 108]۔ یہ اخلاقی اصول نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی سنت میں مستقل طور پر برقرار رکھا گیا اور ان کے آل بیت اور صحابہ نے اس کی پیروی کی ، خاص طور پر آپ کے بعد کے امام علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نےعراقیوں کو شام والوں کو برا کہنے سے روکا، یہاں تک کہ اس وقت بھی جب ان کے ساتھ جنگ اور کشمکش جاری تھی، یہاں تک کہ انہوں نے خوارج کے بارے میں کہا، حالانکہ انہوں نے ان کے ساتھ اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ تجاوز کیا تھا، کہ " ہمارے بھائیوں نے ہم پر زیادتی کی۔"

- کسی بھی مسلمان کی توہین کرنا خواہ وہ اس کے فرقہ، نسل، زبان، قومیت، آراء، تاریخی موقف یا فکری وفقہی اجتہاد کی بنیاد پر ہو، یہ سب اجماعی طور پر حرام ہیں۔ پھر، قتل، زبردستی بے گھر کرنا، اور لوگوں کی زندگیوں، مال اور مقدس حقوق کے خلاف دیگر مظالم کی شدید شکلیں کتنی بدتر ہیں؟ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ایک بہت مستند حدیث میں، جو تمام اسلامی مکاتب فکر نے قبول کی ہے، تمام مسلمانوں کو یہ حکم دیا کہ: "آپس میں حسد نہ کرو، دھوکہ نہ دو، ایک دوسرے سے نفرت نہ کرو، ایک دوسرے کی طرف سے رخ نہ پھیر لو، اور ایک دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرو۔ اللہ کے بندے بھائی بھائی بن کر رہو۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، وہ اس پر ظلم نہیں کرتا، نہ ہی اس کی بے حرمتی کرتا ہے۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لئے محترم ہے: اس کی زندگی، اس کا مال، اور اس کی عزت۔

- بعض لوگوں کی جانب سے کسی ایک اسلامی فرقہ کے پیروکاروں کو تبدیل کرنے اور انہیں اپنے فرقہ میں منتقل کرنے کی کوششیں، مالی ترغیبات، تبلیغی سرگرمیوں، اور تنظیموں کے قیام کے ذریعہ، ان سب سے امت کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اس کے برعکس، یہ اقدامات اختلافات کو بڑھاتے ہیں اور مسلم معاشروں میں داخلی تنازعات کو بھڑکاتے ہیں، جن کے

نقصانات کسی سے مخفی نہیں اور آخرکاریہ صرف اسلام کے دشمنوں کے مفاد میں کام کرتے ہیں۔

ایسے مبلغین اور داعیوں کو چاہیے کہ وہ ٹھنڈے دل و دماغ سے سوچیں کہ آخر کسی فرد یا جماعت کے مسلک کی تبدیلی سے کون سا بڑا فائدہ حاصل ہوگا؟ وہ نیا مسلک اسے کیا دے گا جس میں وہ منتقل ہوکر جائے گا؟ اور کسی مستحکم معاشرہ یا ریاست میں ایک نیا فقہی گروہ پیدا کرنے سے کیا نتائج نکلیں گے، خاص طور پر جب وہ ریاستیں ایک خاص مسلک پر زمانہ سے قائم ہوں، اور ان کا معاشرتی ڈھانچہ بھی انہی پر قائم ہو؟!

ایسی کارروائیاں، مسلمانوں میں اختلاف اوران کے معاشروں میں اور ملکوں میں کشیدگی کا باعث بنتی ہیں،یہ ایک بے فائدہ مشغولیت ہے، جس سے امت کی مجموعی مذہبی حالت اوراس میں موجود فرقہ وارانہ ڈھانچوں کو نہیں بدلیں گی۔

- بین المذاہب مکالمہ اور قوموں کے درمیان باہمی افہام و تفہیم و واقفیت میں مشغول ہونے سے پہلے، قرآن کی عظیم دعوت کو قبول کرنےکے لیے، پہلے مختلف اسلامی مکاتب فکر کے درمیان اندرونی اسلامی افہام و تفہیم کو فروغ دینے کی ایک مخلصانہ کوشش کی جانی چاہیے۔ مختلف فرقوں کے درمیان موجود نفسیاتی رکاوٹوں کو دور کرنا اور باہمی غلط فہمیوں اور دقیانوسی تصورات کو ختم کرنا صرف براہ راست مشغولیت اور باہمی سیکھنے کے ذریعہ ہی ممکن ہے - ہر مکتب فکر کے معروف علماء کا مطالعہ کرتے ہوئے، ان کی فکری اور علمی شراکتوں کا جائزہ لیتے ہوئے، اور ان کے کاموں کو اسلامی تعلیمات اور مذہبی اداروں کے نصاب میں شامل کرتے ہوئے۔

تاہم، یہ ضروری کوشش—جو کہ شرعی، تہذیبی اور فکری طور پر ناگزیر ہے—بدقسمتی سے ایک متعین مسلک کی ترویج کی کوششوں کی وجہ سے رکاوٹ کا شکار ہوتی ہے ایسے معاشروں میں جہاں کسی طرح کا خلفشار نہیں ہے۔ ایسے اقدامات دین وملت کے تئیں باہمی تعاون اور تعارف کے میدان میں کام کرنے والے مخلص علماء کے کام میں رکاوٹ ڈالتے ہیں۔

- ہم یقین رکھتے ہیں کہ مخصوص فرقوں سے وابستہ بعض افراد کے غلط رویہ یا نامناسب تبصرے ان مسالک یا ان کے علماء کےسلسلہ میں کوئی مثبت اضافہ نہیں کرتے . . مزید یہ کہ کچھ واعظوں، خطیبوں اور مذہبی شخصیات کے مواقف—جو کہ امت کی متنوع ترکیب، تاریخی ارتقاء اور موجودہ حقائق کے بارے میں کافی علم نہیں رکھتے، اور ایسے ماحول اور معاشروں میں رہتے ہیں جن کو امت کے مختلف عناصر کا کوئی علم نہیں ہے، جو نہ امت کے حقیقی حالات اور مسائل اور پیچیدگیوں سے واقف ہیں—اکثر جلد بازی، غیر منصفانہ فیصلوں اور عام تبصرے کا نتیجہ بن جاتے ہیں۔ ایسے غلط فیصلے مسلم امت کے اتحاد، یکجہتی، اور طویل مدتی استحکام کے لیے ایک سنگین خطرہ ہیں۔

اسلامی بھائی چارہ کے حصول کے اصول اور اقدار

پچھلے اصولوں کے پیش نظر اور ان بنیادی اصولوں کی رہنمائی میں، اہل قبلہ کی پکار یہ دعویٰ کرتی ہے کہ اپنے مقاصد کے حصول اور ایک متحد امت کی حقیقی روح کی بحالی کے لیے چند اہم اصولوں اور اقدار کی پاسداری ضروری ہے، جن کو ہم دل سے اور نیک نیتی سے تمام مسلمانوں سے اپنانے کی درخواست کرتے ہیں:

پہلا: سمجھوتہ اور تعاون کو فروغ دینا: تمام مسلمانوں کے درمیان مذہبی بھائی چارہ کے قیام کے لیے کوشش کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے - خواہ ان کا مکتب فکر اور مسلک کوئی بھی ہو۔ اس کے لیے ایمان کی بنیاد پر بھائی چارہ کے بنیادی اصول کے لیے ایک غیر متزلزل وابستگی درکار ہے، جوروز جزا تک مسلم امت کی یکجہتی کو مضبوط کرتا ہے۔

دوسرا: اسلامی خطاب کی تجدید تاکہ فرقہ وارانہ جھگڑوں کو ختم کیا جا سکے، اور مسلمانوں کے ہر مسلک کی انتہا پسند اور شدت پسند آوازوں کو ختم کیا جا سکے – وہ آوازیں جو تکفیر، دشمنی، توہین، اور زیادتی کرنے پر اصرار کرتی ہیں، یا ایذا کا سبب بنتی ہیں، اور جانے انجانے امت کے اتحاد کو پارہ پارہ کرتی ہیں۔

مذہبی خطاب کی تجدید کو امت مسلمہ کے اتحاد کے اصولوں پر مبنی ہونا چاہیے، یعنی توحید خالص پر (صرف اللہ کی عبادت کرنا بغیر کسی شریک کے) ایمان اسی کو وحدانیت اور امت کی وحدت کی خاطر ہمارے لئے پسند کرتا ہے، یہاں تک کہ کہا گیا۔ کہ اسلام کا خلاصہ یہ دو چیزیں ہیں: اللہ کی وحدانیت (توحید) اور امت کی وحدت (توحید الکلمہ)۔ اورانسانی روح کی تطہیرکے لئے کام کرنا تاکہ اس کے اندر الہی امانت کو اٹھانے کی صلاحیت پیدا ہوسکے، اور اس روئے زمین پر معاشروں اور ملکوں کے اندر آبادی کے قائم کرنے میں جانشینی کی اہل ہوسکے،اور امت کے افراد اور عناصر کے درمیان مکمل نظام کے لئے عدل وانصاف کی ضمانت ہوسکے، اور عالمی سطح پر تمام انسانوں کے درمیان بھی۔

تیسرا: آج کی ایک انتہائی اہم ذمہ داری یہ ہے کہ مذہبی، علمی، ادبی، اور میڈیا کی اتھارٹیز مل کر مسلمانوں کے درمیان نفرت اورکینہ کی ثقافت کو ختم کریں۔ یہ زہر آلود ماحول تباہی کا سبب بنا ہے اور امت میں مستقل المیوں کو چھوڑ گیا ہے، جن کے اثرات ابھی بھی بہت سے لوگوں کے ذہنوں میں موجود ہیں۔

چوتھا: کوئی بھی اسلامی مکتب فکر تشریحی غلطیوں یا علمی استدلال سے حاصل کردہ ایسے اجتہادی فیصلوں سے محفوظ نہیں ہے جو اب ہمارے وقت کے لیے مناسب نہیں ہیں اور اس لیے ان کا دوبارہ جائزہ لینے اور نظرثانی کی ضرورت ہے۔ ان مسائل کا سامنا کرنے کے لیے حکمت اور ہمت دونوں کی ضرورت ہے، خود تنقید کرنے، غلطیوں کا کھل کر اعتراف کرنے اور ان کے ذرائع کی نشاندہی کرنے کے ساتھ، چاہے اس کے لیے معزز علماء کی جانب سے اختیار کردہ آراء کا دوبارہ جائزہ لینا پڑے۔ آخرکار، سچ کو وابستگی یا وفاداری پر فوقیت دینی چاہیے۔

علماء کو کچھ نظریات اور آراء کی شخصی حیثیت چھوڑ دینی چاہیے، جنہیں غیر منصفانہ طور پر مقدس بنایا گیا ہے، جو تنقیدی سوچ اور دوبارہ علمی جائزہ میں رکاوٹ بن رہی ہے۔

یہ رجحان علماء کو حقیقت کو کھل کر تسلیم کرنے اور ممتاز مذہبی علماء کے درمیان پہلے ہی ہونے والے مؤثر تبادلوں پر تعمیر کرنے سے روکتا ہے۔ جنہوں نے مسلسل مطالعہ اور فکر جاری رکھا، اور انہوں نے ہر مسلمان معاشرے میں حقیقی اور نتیجہ خیز مکالمے کے مواقع فراہم کیے ہیں، اور علمی مباحث کو پروان چڑھایا ہے جو مسلم معاشروں کی علمی اور روحانی ترقی میں معاون ثابت ہوتے ہیں.

آج مختلف اسلامی مکاتب فکر کے ممتاز علماء اور مذہبی رہنماؤں کے درمیان حقیقی اور مخلصانہ مکالمہ کی اشد ضرورت ہے۔ علماء کو اپنے پیشرو علماء کی بین المسالک افہام وتفہیم اور بات چیت کی کوششوں کو دوبارہ شروع کرنا چاہیے، جن میں مختلف مسالک کے مشہور علماء شامل ہیں. اور اس کی ایک عمدہ مثال الأزہر یونیورسٹی ہے، جو تاریخی طور پر اپنے نصاب میں آٹھ فقہی مسلکوں کو شامل کئے ہوئے ہے۔ اسی طرح قم اور نجف میں علمی حلقوں کی سنّی فکر کے مطالعے میں دلچسپی اور سلطنت عمان، یمن اور دیگر جگہوں پر وہاں کے لوگوں کے غالب مسلک کے ساتھ ساتھ دوسرے مختلف اسلامی مسالک کا مطالعہ بھی دکھائی دیتا ہے۔

پانچواں: مسلم علماء اور دانشوروں کی کھلے مکالمہ میں شمولیت اور باہمی سمجھ بوجھ کو فروغ دینے کی خواہش مسلمانوں کے درمیان عوامی رائے پر اثر انداز ہونے کا سب سے مؤثر طریقہ ہے، جو انہیں اتحاد اور بھائی چارہ کی جانب رہنمائی کرتا ہے۔ آج مسلم امت کو مکالمہ کی ایک نئی شکل کی ضرورت ہے، جو مشترکہ مقاصد کے مطابق ہو اور آج اور مستقبل میں مسلمانوں کی بھلائی کو ترجیح دے۔ یہ مکالمہ درست علم اور مختلف فقہی مکاتب فکر کے ساتھ ایماندارانہ مشغولیت پر مبنی ہونا چاہیے، اس بات کو یقینی بناتے ہوئے کہ دوسروں سے منسوب آراء کو سچائی کے ساتھ بیان کیا جائے اور منصفانہ طور پر جانچا جائے۔ اجتماعی اجتہاد کی ثقافت کو اسلامی تحقیقاتی اداروں اور فتویٰ دینے والے اداروں کے ذریعہ قائم اور نافذ کیا جانا چاہیے تاکہ ابھرتے عوامی مسائل پر متفقہ فیصلے تیار کیے جا سکیں۔

چھٹا: آج امت کو جس مکالمہ کی ضرورت ہے وہ فرقہ وارانہ بحث نہیں ہے جو مسلم شناخت کو دوبارہ تشکیل دینے یا دیرینہ فقہی مکاتب فکر کو ختم کرنے کی کوشش کرے۔ بلکہ، یہ ایک منطقی اور تعمیری مکالمہ ہونا چاہیے جو اسلامی نظریاتی مکاتب فکر کے درمیان وسیع مشترکہ بنیادوں کو اجاگر کرنے پر مرکوز ہو - ایسی مشترکات جو امت مسلمہ کے اتحاد کی تاکید کرتی ہیں اور عصری چیلنجز کا سامنا کرنے کے لیے عملی حل فراہم کرتی ہیں۔ اس حوالے سے، فتاوی کے ادارے ایک اہم کردار ادا کرتے ہیں، خاص طور پر ذمہ دار اور متحدہ مذہبی احکامات (فتاویٰ) تیار کرنے میں جو فرقہ وارانہ اور نظریاتی اختلافات کو اس انداز میں حل کرتے ہیں جو امت کو مضبوط کرے، نہ کہ تقسیم کرے اور اسلامی مکاتب فکر کے درمیان باہمی احترام کو برقرار رکھنے کی ضرورت ہے، جس میں جائز نظریاتی تنوع اور قانونی استدلال اور متنی تفاسیر میں اختلاف کی اجازت ہوتی ہے۔ ہر مسلمان کو مکالمہ کے اخلاقیات پر عمل کرنا چاہیے، جن میں تمام اسلامی مسالک کی معزز شخصیات اور رہنماؤں کے لیے احترام ظاہر کرنا اور مختلف علمی آراء اور خیالات کے بارے میں توہین آمیز بیانات سے پرہیز کرنا شامل ہے۔

ساتواں: بڑے اسلامی تعلیمی اداروں کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے کہ وہ ایک جامع تحقیقی منصوبہ شروع کریں تاکہ مسلمانوں کے درمیان عقیدہ، شریعت، اور اخلاقی اقدار کےاتحاد کےتمام شعبوں کی دستاویزات تیار کی جا سکیں۔ یہ مشترکہ اصول، جو الہی وحی سے ماخوذ اور فقہی و فکری ورثہ کے وسیع دائرہ پر پھیلے ہوئے ہیں۔ اور امت مسلمہ کی اجتماعی شناخت کے لیے بنیادی ہیں۔ یہ اقدام جس کا تصور "اسلامی اتحاد کی دائرة المعارف" کے طور پر کیا گیا ہے، میں تمام اسلامی مسالک کے ممتاز علماء شامل ہونے چاہئیں، بشمول سنی، شیعہ، اباضی، اور زیدی علماء۔ ایسا منصوبہ امت کی خود آگاہی کو نمایاں طور پر فروغ دے گا، باہمی تفہیم کو مضبوط کرے گا، اس کے علمی اور ثقافتی منظرنامے کو مالامال کرے گا، اور ایک متحد عالمی اسلامی پیغام کی ترویج کرے گا۔

آٹھواں: یہ ضروری ہے کہ امت کے علماء اور مذہبی قیادتیں مسلمانوں کی کمزوریوں کا استحصال کرنے کے خلاف ایک واضح اور فیصلہ کن موقف اختیار کریں، چاہے یہ استحصال مالی مراعات، زبردستی، یا غلط معلومات کے ذریعہ ہو، تاکہ انہیں کسی مختلف فرقہ وارانہ وابستگی یا فکری مکتب اختیار کرنے پر آمادہ کیا جا سکے۔ ایسی مشقیں انتہائی نقصان دہ ہیں، جو امت میں تقسیم، اختلاف، اور فرقہ وارانہ تنازعہ پیدا کرتی ہیں۔

نواں: اسلامی پیغام اور مکالمہ کو سیاسی ہیرا پھیری اور پارٹی اور قومی مفادات کے دباؤ سے محفوظ رکھنا چاہیے۔ سیاسی مخالفت اور تنازعات کچھ افراد اور گروہوں کو مختصر مدت کے فوائد کے لیے مذہبی اصولوں کو بگاڑنے پر مجبور کر چکے ہیں، حتی کہ اس حد تک کہ اسلامی تعلیمات کو پارٹی کے ایجنڈوں کی خدمت کے لیے غلط انداز میں پیش کیا جاتا ہے۔ مزید برآں، اشتعال انگیز بیان بازی اور برائی — چاہے وہ زندوں کی ہویا مردوں کی — کو واضح طور پر مسترد کیا جانا چاہیے۔ اس حوالے سے، میڈیا کے ادارے، صحافی، اور ڈیجیٹل پلیٹ فارم اللہ، امت، اور اپنے وسیع تر ناظرین کے سامنے ایک گہری اخلاقی ذمہ داری رکھتے ہیں۔ اور خاص طور پر ان سے مسلمانوں کے درمیان کشمکش پیدا کرنے اور اس کے اسباب ووسائل فراہم کرنے کے سلسلہ میں سوال کیا جائے گا۔

دسواں: یہ دعوت امت کے تمام عناصر کے لیے ہے، چاہے وہ کسی بھی فرقے، مکتب فکر یا مسلک یا مذہبی ادارے سے ہوں، کہ اس کے اصولوں کی توثیق کریں، اس کی قدروں کو اپنا لیں، اور ان کی عملی شکل میں تعاون کریں۔

آخر میں: موجودہ صورت حال کے باوجود، امت مسلمہ کی حالت پر مایوس ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رہنمائی کے ساتھ، امت اتحاد حاصل کرنے اور دوبارہ اٹھنے کی پوری صلاحیت رکھتی ہے، جیسا کہ یہ اپنی بھرپور تاریخ میں بار بار کر چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مرضی سے، اور اپنے علماء، مذہبی اداروں، اور مخلص دانشور رہنماؤں کی محنت کے ذریعہ، امت ہمیشہ اپنی تہذیبی کردار کو دنیا میں دوبارہ حاصل کرنے اور ہر دور میں انسانیت کے لیے اپنے الہی مشن کو پورا کرنے کی صلاحیت رکھے گی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں کامیابی عطا فرمائے اور ہمیں سیدھے راستے کی رہنمائی کرے۔ وہی ہماری طاقت کا واحد ذریعہ ہے، اور ہم اسی پر اعتماد کرتے ہیں۔ بے شک، وہ بہترین مددگار اور اس عظیم کوشش کا اعلیٰ محافظ ہے۔